اہل سنت کا نشان
ماہنامہ بقیع کراچی
OCTOBER 2007
مفت سلسلہ اشاعت نمبر 162

شاہ ولی اللہ علیہ الرحمہ اور تصوّف

مصنف

ڈاکٹر سید علیم اشرف جائسی

حواشی

علامہ ابو حماد محمد مختار اشرفی

جمعیّت اشاعت اہلسنّت پاکستان
نور مسجد کاغذی بازار کراچی ۷۴۰۰۰

شاہ ولی اللہ علیہ الرحمہ

اور

تصوّف

تصنیف

ڈاکٹر سید علیم اشرف جائسی مدظلہ

حواشی

علامہ ابوحماد محمد مختار اشرفی مدظلہ

ناشر

جمعیت اشاعت اہلسنّت (پاکستان)

نور مسجد، کاغذی بازار، میٹھادر، کراچی، فون: 2439799

نام کتاب : شاہ ولی اللہ علیہ الرحمہ اور تصوف

تصنیف : ڈاکٹر سید علیم اشرف جائسی

حواشی : علامہ ابو حماد محمد مختار اشرفی

سن اشاعت : شوال المکرم ۱۴۲۸ھ۔ اکتوبر ۲۰۰۷ء

تعداد اشاعت : ۲۲۰۰

ناشر : جمعیت اشاعت اہلسنت (پاکستان)

نور مسجد کاغذی بازار میٹھادر، کراچی، فون: 2439799

خوشخبری: یہ رسالہ website: www.ishaateislam.net

www.ahlesunnat.net

پر موجود ہے۔

پیشِ لفظ

کتاب و سنت کے ظاہری و باطنی معنی و مفاہیم کے تقاضوں پر صدقِ دل اور پورے خلوص کے ساتھ عمل پیرا ہونے کا نام تصوّف ہے۔ صحابہ کرام علیہم الرضوان نے حضور اکرم ﷺ سے اس کو حاصل کیا اور صحابہ کرام سے تابعین و تبع تابعین و دیگر اولیاء کرام رحمہم اللہ نے حاصل فرما کر اس کی آبیاری میں اپنی تمام تر کوششیں صَرف کر دیں۔ جنید بغدادی، امام جعفر صادق، ابوبکر شبلی، شیخ اکبر محی الدین، غوثِ اعظم، شیخ شہاب الدین سہروردی، شیخ نقشبند، خواجہ محی الدین چشتی، شیخ سرہندی اور شاہ ولی اللہ قدس سرہم سمیت تمام اولیاء کرام اپنے اپنے مبارک دور میں قافلہ صوفیاء کے سالاروں میں شامل رہے ہیں۔

برصغیر پاک و ہند میں تصوّف کو فروغ دینے والوں میں امام الہند شاہ ولی اللہ علیہ الرحمہ ایک ممتاز مقام کے حامل ہیں۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ ولی کامل حضرت شاہ عبدالرحیم رحمۃ اللہ علیہ کے ہاں ۱۴ شوال ۱۱۱۴ھ بروز منگل، دہلی میں پیدا ہوئے اور اسی شہر میں محرم الحرام ۱۱۷۶ھ میں وصال فرما گئے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ علومِ ظاہری و باطنی سے مالا مال تھے، مختلف علوم و فنون کی تحصیل میں کمال حاصل کرنے کے بعد آپ رحمۃ اللہ علیہ درس و تدریس، وعظ و ارشاد اور تصنیف و تالیف کی طرف متوجہ ہوئے اور ان میں سے ہر میدان میں کارہائے نمایاں سرانجام دیئے۔ ترجمہ و تفسیر، حدیث و فقہ کے ساتھ ساتھ آپ نے تصوّف میں بھی شاندار قلمی خدمات سرانجام دی ہیں۔ چنانچہ تصوّف میں آپ کی تصانیف میں سے الطاف القدس، القول الجمیل، الانتباہ، فیوض الحرمین، انفاس العارفین اور شفاء القلوب خاص طور پر مشہور و معروف ہیں۔

ان کُتب میں شاہ ولی اللہ علیہ الرحمہ نے جہاں تصوّف کے حقائق و معارف اور اس کے لطائف و دقائق کو بیان فرمایا، وہیں پر اس میں دَر آنے والے غیر اسلامی افکار و نظریات اور جاہل صوفیاء کے غیر سنجیدہ اقوال و اعمال کا بھی تنقیدی محاسبہ کیا ہے۔ ہونا تو یہ چاہئے تھا کہ تصوّف کے حوالے سے آپ کی محققانہ تحقیقاتِ عالیہ کو تصوّف کی خدمت ہی کے حوالے سے دیکھا جاتا، لیکن یار لوگوں نے ان تحقیقات کو شاہ صاحب کے تصوّف مخالف نظریات کے طور پر پیش کیا، بلکہ اپنے باطل عقائد و نظریات کی تائید کے لئے آپ کی کتبِ تصوّف میں جا بجا لفظی و معنوی تحریفات کی گھٹیا

اور غیر سنجیدہ حرکت کا ارتکاب کرنے سے بھی گریز نہیں کیا۔ ایسے میں اہلِ سنت کے علما حلقوں پر یہ ذمہ داری لازم ہوگئی تھی کہ وہ اس بارے میں لوگوں کو حقیقت سے آگاہ کریں۔ چنانچہ ڈاکٹر سید علیم اشرف جائسی مدظلہ العالی نے بروقت اس سلسلے میں مجلّہ تحقیقات اسلامی، علیگڑھ، انڈیا؛ میں ''شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ کی تنقیدِ تصوّف اور اس کی حدّ یں'' کے نام سے ایک علمی و تحقیقی مضمون سپردِ قلم فرمایا، جسے جمعیت اشاعت اہلسنّت پاکستان اپنے مفت سلسلۂ اشاعت نمبر 162 کے تحت شائع کرنے کا شرف حاصل کر رہی ہے۔

ڈاکٹر سید علیم اشرف جائسی مدظلہ ہندوستان کے ایک علمی و تحقیقی اور صوفیانہ خانوادے سے تعلق رکھتے ہیں، دینی و دنیاوی دونوں قسم کے علوم سے مالا مال ہیں۔ کئی ایک کتب و رسائل کے مصنف ہیں، نیز آپ کے بیسیوں علمی و تحقیقی مضامین و مقالات، پاک و ہند کے معروف جرائد و رسائل میں شائع ہوتے رہتےہیں۔

تصوّف سے آپ کو خاص لگاؤ ہے، یہی وجہ ہے کہ آپ کی تحاریر کا غالب حصہ تصوّف کے حقائق و معارف کے بیان پر مشتمل ہے، زیرِ نظر تحریر بھی آپ کی تصوّف ہی کی علمی خدمات سے ایک ہے، جس میں آپ نے تصوّف مخالف حلقوں کی جانب سے شاہ ولی اللہ علیہ الرحمہ کی تحقیقات و تنقیدات کو اپنے نظریے کی تائید میں پیش کرنے، کا علمی و تحقیقی محاسبہ فرمایا ہے۔

رکنِ مجلسِ شوریٰ جمعیت اشاعت اہلسنّت اور اس کے تحت چلنے والے مدرسہ درسِ نظامی کے ممتاز مدرس علامہ ابوحماد محمد مختار اشرفی مدظلہ نے اس تحریر میں مشکل الفاظ اور پیچیدہ اصطلاحات کی وضاحت و تسہیل کی خدمت سرانجام دی ہے، موصوف اس سے قبل بھی کئی ایک کتب و رسائل کے حواشی و تسہیل کی ذمہ داری باحسن و خوبی نبھا چکے ہیں۔

؎ اللہ کرے زورِ قلم اور زیادہ

اللہ عزّ وجلّ مصنف و محشی کو مزید خدمات دینی کی توفیق عطا فرمائے اور اس تحریر کو تصوّف مخالف طبقات کے لئے ہدایت کا ذریعہ بنائے۔

آمین بجاہ النّبی الأمین صلّی اللّٰہ علیہ وسلّم

محمد عمران معراج نافع القادری
فاضل جامعہ نضرۃ العلوم، گارڈن ویسٹ، کراچی

نَحْمَدُهٗ وَ نُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِهِ الْکَرِیْمِ

شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ اور تصوّف

حضرت شاہ ولی اللہ مُحدِّث دہلوی رحمہ اللہ (۱۱۱۴ـ۱۱۷۶ھ/۱۷۰۳ـ۱۷۶۳ء) ایک ایسے خاندان میں پیدا ہوئے جہاں ہر طرف تصوف کا غُلغلہ[1] تھا، شیخِ طریقت والد اور صاحبِ ذوق و معرفت چچا کے زیرِ سایہ پرورش پائی، ان کے اساتذہ اور مشائخ نے بھی ان کے اس رجحان کو قوت عطا کی اور جلا بخشی۔ خود مبدأ فیاض[2] نے تصوّف و روحانیت کو ان کی طبیعت میں خوب رچا بسا دیا تھا، شاہ صاحب قولاً فعلاً، نظراً و عملاً صوفی تھے اور ابتداء سے انتہاء تک صوفی رہے، ان کی فکری زندگی کو سفرِ حرمین سے قبل و بعد کے اَدوار میں تقسیم کرنا لغو و عبث[3] ہے، وہ ساری زندگی صوفیاء کے مشرب کے امین و نقیب[4] رہے۔ نفسِ تصوّف کی تردید کی جا سکتی ہے، شاہ صاحب کے فضل و کمال اور علمی مقام و مرتبے سے بھی انکار کیا جا سکتا ہے لیکن اس امر کا انکار مشکل ہے کہ شاہ صاحب خالصتاً صوفی تھے۔ کیونکہ اول الذکر ایک فکری مسئلہ اور دعویٰ ہے جو فی حد ذاتہ ردّ و قبول کا امکان رکھتا ہے، جب کہ دوسری بات ایک تاریخی حقیقت ہے۔ شاہ صاحب وحدۃ الوجود، فنا و بقا، توجہ الی الشیخ (حیاً و میتاً)، کشف و کرامات، احوال و مقامات، الہام و مشاہدات، توسّل و استمداد[5]، استعانتِ اولیاء وغیرہ کے قائل تھے اور میلاد و فاتحہ، عرس و نیاز، سماع، مجالسِ ربیع الاول و محرم، ذکرِ شہادتِ حسین رضی اللہ عنہ، ختمِ خواجگان، زیارتِ قبور اور دعا تعویذ وغیرہ پر عامل تھے اور زندگی بھر ان پر دعوتِ عمل دیتے رہے۔ دلائل

---

[1] دھوم

[2] فیوض کا سرچشمہ (مراد اللہ تعالیٰ کی ذات ہے)

[3] بے کار

[4] خبر دینے والا۔ مدح خواں

[5] ذریعہ۔ وسیلہ ڈھونڈنا۔ مدد چاہنا

الخیرات[6]، قصیدۂ بردہ، جواہرِ خمسہ اور دعائے سیفی وغیرہ کی سند رکھتے تھے، اور اپنے مریدین ومُتوسّلین میں تقسیم کرتے تھے۔

اتنا ہی نہیں، بلکہ شاہ صاحب کے یہاں افکار واشغال کی صورت میں بعض ایسے متصوّفانہ عناصر ملتے ہیں جن سے خود بیش تر حامیانِ تصوّف بھی برأت کرتے نظر آتے ہیں، جیسے طوافِ قبور اور ستاروں کی تاثیرات جیسے اقوال، یا پھر سجدۂ تعظیمی اور مزامیر کی حلّت جیسے مسائل، جو اشارہ وکنایہ میں ان کی کتابوں اور تحریروں میں دستیاب ہیں، یہاں دلچسپ حقیقت یہ ہے کہ اہلِ تصوّف وخانقاہ سے قطع نظر مولانا احمد رضا بریلوی رحمۃ اللہ علیہ جیسے عالم بھی طوافِ قبور، سجدۂ تعظیمی اور مزامیر کو شدّت کے ساتھ حرام اور اسلامی تعلیمات کے دائرہ سے خارج سمجھتے تھے۔

شاہ صاحب جیسے صوفی بلکہ فَنَا فِی التّصوّف سے تصوّف وصوفیاء پر تنقید کے باب میں کچھ زیادہ توقع نہیں کی جاسکتی، اور ان کے یہاں جو کچھ تنقید ملتی ہے وہ بالکل ویسی ہے جیسی فقہاءِ کرام' اصحابِ حِیَل[7] پر اور مُحَدِّثین' وَضّاعین[8] اور راویانِ ضعاف پر کرتے ہیں۔ (۱)

شاہ صاحب کے یہاں تصوّف وصوفیاء پر تنقیدی عناصر کی کمی کی ایک وجہ ان کا تطبیقی وتوفیقی مزاج ومشرب بھی ہے جو ان کی فکر کا جزء لاینفک[9] ہے، وہ حتی الامکان مسائل میں تطبیق پیدا کرنے کی کوشش کرتے ہیں، بلکہ انہوں نے متعدد مقام پر اسے اپنا ایک خصوصی وصف قرار دیا ہے۔

اس موضوع کے سلسلے میں ایک اور دشواری شاہ صاحب کے نام سے جعلی کتابوں کی اشاعت اور ان کی اپنی کتابوں میں تحریف والحاق[10] کی شہرت ہے، مثلاً ''البلاغ

---

[6] درود شریف کی مقبول کتاب کا نام، جسے علامہ جزولی نے مرتب کیا۔

[7] حیلہ کی جمع

[8] حدیث گھڑنے والے

[9] ضروری ولازمی

[10] بعد میں شامل کئے جانے

المبین'' نامی کتاب میں اس موضوع کے سلسلے میں خاصا مواد ہے، لیکن اس کا الحاقی ہونا ایک ثابت شدہ امر ہے، یہ کتاب نہ صرف اپنے موضوعات، طرزِ تحریر اور زبان و بیان کے اعتبار سے شاہ صاحب کی تصنیفات سے مختلف ہے بلکہ خارجی شہادتیں بھی اسے الحاقی ثابت کرتی ہیں، چنانچہ شاہ رفیع الدین کے نواسے اور شاہ صاحب کی کتابوں کے ناشر سید ظہیر الدین احمد نے انفاس العارفین کے آخر میں شاہ صاحب اور دوسرے اکابرین خانوادۂ ولی اللہی کے نام سے منسوب جعلی و الحاقی کتابوں کی جو فہرست دی ہے، اس میں بھی البلاغ المبین کا نام درج ہے، تصوّف و اعمالِ صوفیا سے متعلق خود تفہیمات الٰہیہ وغیرہ معروف کتابوں میں بعض ایسی تنقیدات ملتی ہیں جو شاہ صاحب کے عمومی فکر اور ان کے اپنے معمولات سے متصادم[11] ہیں۔

اس سلسلے میں میرا اپنا تجربہ بھی ہے، میں اس مضمون کی تیاری کے سلسلے میں تفہیمات شائع شدہ از ڈھابیل کا مطالعہ کر رہا تھا کہ ایک ایسی عبارت میں مجھے توقف ہوا جس میں جہال صوفیا کے ساتھ ساتھ مجاہدون للتصوف[12] کو بھی قطاع الطریق[13] اور لصوص الدین[14] قرار دیا گیا، یہ بات صرف فکرِ ولی اللہی سے ہی نہیں بلکہ سیاقِ عبارت سے بھی ہم آہنگ نہ تھی، بعض گرامی قدر بزرگوں اور دوستوں نے عبارت کو قابلِ قبول معنی دینے کی کوشش کی مگر مجھے اطمینان نہیں ہوا، کیونکہ معنی کو صحیح فرض کر لینے کے باوجود عبارت کے سیاق و سباق میں اس مفہوم کی نامانوسیت میں کوئی کمی نہیں ہوئی تھی، جب قاسمی صاحب کے نسخے اور دوسرے مطبوعہ نسخوں میں بھی یہی عبارت ملی تو میں نے مخطوطات کی جانب رجوع کیا، مجھے اپنے ذاتی مخطوطے کے علاوہ مولانا آزاد لائبریری مسلم یونیورسٹی علی گڑھ میں موجود ایک مخطوطے میں بھی ''مجاہدون للتصوف''[15] کے

---

[11] باہم ٹکرانا

[12] علم معرفت میں کوشش و یافت کرنے والے

[13] ڈاکو

[14] دین کے لٹیرے

[15] تصوف میں کوشش کرنے والے

بجائے ''جاحدون للتصوف''[۱۶] ملا، یعنی منکرین و معاندینِ تصوّف کو شاہ صاحب نے جاہل صوفیاء کے زمرے میں رکھا ہے، اور دونوں کو قطّاع الطریق اور لصوصِ دین[۱۷] قرار دیا ہے۔

شاہ صاحب کی تصوّف پر تنقید کو ہم دو حصوں میں تقسیم کر سکتے ہیں:

پہلی قسم میں وہ تنقیدات شامل ہیں جن میں تصوّف کے مسائل و افکار وغیرہ پر جرح کی ہے اور دوسری قسم ان تنقیدات پر مشتمل ہے جن کا نشانہ ان کے معاصر[۱۸] ''جُہّال صوفیہ'' ہیں۔

پہلی قسم کی تنقیدوں میں حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ کا حضرت علی رضی اللہ عنہ سے ملاقات، رسول اکرم ﷺ تک خِرقہ پوشی کی روایت کی اسناد اور مفاضلہ وغیرہ کی بحثیں شامل ہیں۔

شاہ صاحب مُحدِّثین کے طریقے پر، متوفر[۱۹] روایات کی روشنی میں حضرت علی رضی اللہ عنہ سے حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ کی ملاقات کو ثابت نہیں مانتے، لیکن فوراً ہی ان کا توفیقی مشرب[۲۰] سامنے آتا ہے اور وہ فرماتے ہیں: ''لیکن تمام صوفیاء کا اس ملاقات پر اجماع ایک ناقابلِ انکار حقیقت ہے''۔

خِرقہ پوشی کی روایت کے سلسلے میں شاہ صاحب لکھتے ہیں:

''شیخ مجد الدین بغدادی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب ''تحفۃ البررۃ'' میں بیان کیا ہے کہ خِرقہ پوشی کی نسبت آپ حضور ﷺ تک حدیثِ مستفیض کے ذریعہ ثابت ہے...... میں عرض کرتا ہوں کہ مُحقّقین مُحدِّثین نے آنحضرت ﷺ تک اس اتصال کا انکار کیا ہے، اس کے باوجود وہ حضرت جنید بغداری رحمۃ اللہ علیہ اور ان کے طبقے کے

---

[۱۶] تصوف کا انکار کرنے والے [۱۷] دین کے رہزن و چور

[۱۸] ہم زمانہ [۱۹] کثیر

[۲۰] موافقت کرنے والا طریقہ

مشائخ تک ہمیشہ خرقہ کی نسبت قائم کرتے ہیں"۔ (۲)

بعض متأخر صوفیاء کے یہاں ایسے اقوال ملتے ہیں جن سے لگتا ہے کہ یہ حضرات "انسانِ کامل" کو "مَلکِ مقرّب" پر فضیلت دیتے ہیں، شاہ صاحب نے اس فکر کی تردید کی ہے، فرماتے ہیں:

> وَقَعَ عِنْدَ كَثِيْرٍ مِنْ أَهْلِ اللّٰهِ أَنَّ الْبَشَرَ الْكَامِلِيْنَ مِنْهُمْ مُفَضَّلُوْنَ عَلَى الْمُقَرَّبِيْنَ مِنَ الْمَلَائِكَةِ وَ لَيْسَ هٰذَا بِصَوَابٍ (۳)
>
> بہت سے اہل اللہ کے نزدیک کامل انسان مقرب فرشتوں سے افضل ہیں، لیکن یہ بات صحیح نہیں ہے۔

اسی طرح شاہ صاحب نے "الولاية أفضل من النبوة" (ولایت نبوت سے افضل ہے) کے عقیدے کا بھی رد کیا ہے۔ (۴) اور اس ضمن میں بعض صوفیاء کے یہاں رائج اس معروف تاویل کا کوئی ذکر نہیں کیا ہے، جس کے مطابق یہاں ولایت سے مراد نبی کی ولایت ہے۔

اگرچہ محققین و اکابرین صوفیاء کے یہاں قرآن و سنّت کی اتباع ہی اول و آخر معیار ہے، حتی کہ جمہور صوفیاء نے اصحابِ شطحات [۱] کی بھی رعایت نہیں کی اور واضح طور پر یہ اعلان کر دیا کہ "لَيْسَتْ كَلِمَةُ فردٍ حُجَّةً عَلٰى جَمَاعَةٍ شِعَارُهَا التَّمَسُّكُ بِالْكِتَابِ وَ السُّنَّةِ" (۵) (کسی ایسی جماعت کے ایک فرد کا قول اس کے خلاف دلیل نہیں بن سکتا جن کا یہ شعار ہو کہ ہر حال میں کتاب و سنّت کو مضبوطی سے پکڑے رہا جائے) لیکن بعض متأخر صوفیاء کے یہاں "بہ مے سجادہ رنگین کن اگر پیر مغاں گوید" کو رواج مل گیا اور یہ فقرہ مشہور ہو گیا کہ "من قال لِشَيْخِهِ: لِمَا، لَنْ يُفْلِحَ أَبَدًا" (جس نے اپنے شیخ سے یہ کہا کہ: ایسا کیوں ہے؟ وہ ہرگز کامیاب نہیں ہوگا) شاہ صاحب نے

---

[۱] کسی مجذوب شخص کا حالت جذب میں کوئی خلاف شریعت کلمہ کہنا۔

متاخرین کی اس نظریہ پر زور دار تنقید و تردید فرمائی ہے

اذا امر عارف رجلا مريدا ان يشترى الخمر و غير ذلك مما لم يبحه الشارع كما وقع لشمس التبريزى مع مولانا الرومى فينبغى للمامور ان لا يفعله و لا يعده عذرا بينا، ولا يشتمه، ولا يسبه فلعل تحت ذلك طائلٌ خلافًا لأكثر الصُوفيَاء (۷)

[illegible] صوفیاء کا اس میں اختلاف ہے۔

[illegible] صوفیاء نے [illegible] فرماتے ہیں

ثم نبت فرقة حسنة و هى الفرقة التى تزعم ان الله عين العالم و العالم عين الله و ليس هناك حساب و لا عذابٌ" (۸)

پھر [illegible]

و هؤلاء المتصوفة القائلون بان العالم عين الله و الله عين العالم زنادقة و ضررهم على العامة شديد و كثير (۹)

---

۲۲ [illegible]

> اور یہ متصوفین جو اس بات کے قائل ہیں کہ اللہ عین عالم اور عالم عین اللہ ہے، زنادقہ ہیں، عوام الناس کے لئے یہ بے حد نقصان دہ ہیں۔

شاہ صاحب نے حد سے تجاوز کرنے والے متقشف [۲۳] قسم کے زاہدوں پر اپنی کتابوں میں سخت تنقیدیں کی ہیں اور انہیں خاص نشانہ بنایا ہے، الطاف القدس میں فرماتے ہیں:

''صحابہ اور تابعین کے مبارک دور کے بعد کچھ ایسے لوگ پیدا ہوگئے جنہوں نے تعمق [۲۴] اور تشدد کا راستہ اختیار کیا اور سیاستِ نفس کے بارے میں کچھ باتیں ان کے کانوں میں پڑ گئیں تو انہوں نے تشخیص اور مقدار کا لحاظ کئے بغیر ہر بیماری کے لئے ہر دوا تجویز کر دی اور کہنے لگے کہ اس راہ میں رسم و عادت اور رسوم رواج سے بڑھ کر کوئی چیز مانع نہیں ہے، لہٰذا کوشش کرکے نفس سبعی [۲۵] و شہوی [۲۶] کو مغلوب کرنا چاہئے، ان لوگوں نے نفسانی خواہشات، لذیذ طعام اور عمدہ لباس ترک کر دیئے، ان کی طبیعت ان بیمار لوگوں کی سی ہو جاتی ہے جو مسلسل بیماری کی وجہ سے نفس کے تمام تقاضوں کو فراموش کر چکے ہوتے ہیں، یا پھر ان کی طبیعت ان خوش مزاج زاہدوں جیسی ہو جاتی ہے جو متمدن لوگوں کی تہذیب سے بالکل بے خبر ہوتے ہیں''۔ (۱۰)

متاخرین صوفیہ کے یہاں یا ان میں سے بعض کے یہاں ظاہر و باطن کی جامعیت کا فقدان ملتا ہے، شاہ صاحب نے اسے بھی ہدف ملامت بنایا ہے، چونکہ تصوف میں ظاہر و باطن دونوں کی تطہیر و تعمیر پر زور دیا گیا ہے، اور یہی جامعیت قرآن کا مطلوب ہے، اللہ رب العزت فرماتا ہے:

و لا تقربوا الفواحش ما ظهر منها و ما بطن (الانعام ۱۵۱) [۲۷]

---

[۲۳] خود سے تنگ زندگی گزارنے والے

[۲۴] کسی مسئلے میں ضرورت سے زیادہ گہرائی میں جانا اور اس پر سختی کرنا

[۲۵] چیر پھاڑ کرنے پر راغب

[۲۶] شہوت سے متعلق نفس

[۲۷] ترجمہ: اور بے حیائیوں کے پاس نہ جاؤ جو ان میں کھلی ہیں اور جو چھپی۔

شاہ صاحب لکھتے ہیں:

"ایک گروہ تو باطن کی درستگی پر اکتفا کرتا ہے اور ظاہر کو زیادہ اہمیت نہیں دیتا، بلکہ اسے آسان اور معمولی سمجھتا ہے اور یہ متاخر صوفیہ کی غلطیوں میں سے ایک غلطی ہے۔" (۱۱)

شاہ صاحب صوفیائے کرام کے اوراد و اشغال پر پوری زندگی عمل پیرا رہے اور اس ضمن میں آپ نے مستقل کتابیں تصنیف فرمائیں، لیکن باایں ہمہ[۲۸] اگر وہ عالم صوفیہ میں موجود کسی عمل کی کتاب و سنت سے دلیل نہیں پاتے اور اس کے لئے کوئی تاویل حسن بھی تلاش نہیں کر پاتے تو اس سے اپنی براءت کے اعلان سے کسی پس و پیش سے کام نہیں لیتے تھے، چنانچہ انتباہ میں فرماتے ہیں

> للجشتية صلوة تسمى صلاة المعكوس لم نجد من السنة ولا أقوال الفقهاء ما يشدها به فلذلك **حَذَفْنَاهَا** (۱۲)
>
> چشتیوں کے یہاں ایک نماز ہے جسے صلاۃ معکوس[۲۹] کہتے ہیں، لیکن اس کی تائید میں مجھے سنت اور فقہاء کے اقوال میں کوئی چیز نہیں ملی، لہٰذا میں نے اسے حذف کر دیا۔

اسی طرح اس کتاب کی چوتھی فصل میں اشغال مشائخ قادریہ کا ذکر ہے جس میں ایک شغل آنے والے احوال و وقائع کے کشف کا ہے، اس میں قرآن کریم کو آگے پیچھے، دائیں اور بائیں یعنی چہار سمت میں حاضر رکھنا پڑتا ہے۔ اس کا عمل ذکر کرنے کے بعد شاہ صاحب فرماتے ہیں:

> قلت هذا ما قيل، وفي قلبي منه شيء لما فيه من إساءة **الأدب بالمصحف** (۱۳)
>
> یہ میں پہلے کہہ چکا ہوں میرا دل اسے گوارا نہیں کرتا، کیونکہ اس میں قرآن شریف کی ایک طرح کی بے ادبی ہے۔

---

[۲۸] ان اوصاف کے باوجود [۲۹] الٹی نماز

شاہ صاحب نے بعض نقشبندی صوفیاء کے اس "گمان" کا بھی رد کیا ہے کہ اس سلسلے میں اوراد و وظائف نہیں ہیں، اور اس کے لئے عقلی و نقلی دلائل پیش کئے ہیں۔ "ہمعات" میں فرماتے ہیں کہ یہ ممکن نہیں ہے کہ مشہور روایات میں صبح و شام اور سوتے وقت کے اذکار و ادعیہ کے مذکور ہونے کے باوجود خواجہ نقشبند ان کا کلیتاً انکار کر دیں۔ نقلی دلائل میں مولانا یعقوب چرخی کے "رسالہ انسیہ" کا حوالہ دیا ہے اور خواجہ نقشبند سے اس قول کو بھی پیش کیا ہے کہ "ہمارے طریقے کی بنیاد احادیث و آثار کے اتباع پر ہے"۔ (۱۴)

اسی میں شاہ صاحب نے طریقہ نقشبندیہ کے بعض بزرگوں کے ذکر جہری سے انکار کو ہٹ دھرمی بتایا ہے۔ (۱۵)

شاہ صاحب خود صوفی ہونے کے باوجود صوفیاء کی دور از کار[۳۰] تاویلات کو ناپسند کرتے تھے۔ بعض مقامات پر تو ان پر بڑے دلچسپ پیرائے میں طنز کیا ہے۔ سلوک و جذب کے درمیان فرق کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"شریعت میں راہ سلوک کی تو وضاحت کی گئی ہے لیکن راہ جذب کو بیان نہیں کیا گیا ہے جس طرح شریعت میں اسم اعظم اور لیلۃ القدر کی تشریح نہیں کی ہے، لیکن اس کے باوجود جو لوگ شارع علیہ السلام کے اقوال کو "راہ جذب" پر محمول کرتے ہیں تو ان کی مثال ایسی ہے جیسے کوئی علم نحو کی مشہور کتاب "کافیہ ابن حاجب" سے تصوف کے قوانین اخذ کرے"۔ (۱۶)

شاہ صاحب نے جہاں کوئی بات خلاف شرع دیکھی یا مسلمانوں کے حق میں اسے مضر سمجھا تو بلا توقف[۳۱] اس کا تعاقب و محاسبہ فرمایا:

شخصے پیش من گفت کہ بعض مشائخ متأخرین در حق مریدین خود
بشارت می دہند کہ از مرتبہ جنید قدم پیش نہادہ است یا بہ ولایت
فلاں پیغمبر رسیدہ

---

[۳۰] پیچیدہ [۳۱] بلا جھجک

> ایک شخص نے میری موجودگی میں کہا کہ بعض مشائخ متاخرین نے اپنے کسی مرید کے بارے میں یہ بشارت دی کہ وہ حضرت جنید بغدادی سے بھی آگے بڑھ گیا ہے یا فلاں پیغمبر کی ولایت کے مقصد تک پہنچ گیا ہے۔

شاہ صاحب اس پر نقد فرماتے ہوئے لکھتے ہیں ''این حرف تصنع است'' یہ سب بناوٹی باتیں ہیں۔ (۱۷)

شاہ صاحب کی تنقیدات کی دوسری قسم کا تعلق اصل تصوف سے نہیں ہے، بلکہ ان کے معاصر صوفیاء سے ہے، جنہیں وہ جہال، متقشفین، کرامات فروشوں[۳۲] وغیرہ القاب سے یاد کرتے ہیں، درحقیقت یہ لوگ تصوف کی بجائے اس زوال پذیر مسلم معاشرے کی نمائندگی کرتے ہیں جو طوائف الملوکی[۳۳] کے بطن سے پیدا ہوا تھا۔ اس معاشرے میں صرف صوفیاء ہی زوال پذیر نہیں تھے، بلکہ زندگی کا ہر شعبہ، علوم و فنون سے تمام اشراف اور مسلمانوں کے سارے طبقات فساد میں گرفتار اور رجعت قہقری[۳۴] کا شکار تھے، چنانچہ جہاں شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ نے جہال صوفیاء کی گرفت کی ہے وہاں علم سے عاری[۳۵] عبادت گزاروں، متقشفین فقہا، حرفیت پسند محدثین اور غالی[۳۶] قسم کے اصحاب معقولات و علم کلام کو بھی ہدف تنقید بنایا ہے، فرماتے ہیں

> و لا يصحب جهّال الصوفية و لا جهّال المتعبّدين، و لا المتقشّفة من الفقهاء و لا الظاهرية من المحدثين، و لا الغلاة من أصحاب المعقول و الكلام، بل يكون عالماً صوفياً زاهداً في الدنيا دائم التوجّه إلى الله متصبغاً بالأحوال العلية راغباً في السنّة متبعا لحديث

---

[۳۲] مراد ہے شعبدہ بازی کر کے روپیہ کمانے والے [۳۳] بدنظمی و بے عملی کا دور

[۳۴] الٹے پاؤں واپس لوٹنا [۳۵] خالی [۳۶] حد سے بڑھنے والے

رسول الله ﷺ و آثار أصحابه، طالباً لشرحها و بيانها من كلام الفقهاء المحققين (۸)

جاہل صوفیوں، جاہل عبادت گزاروں، متقشف فقہاء، ظاہر پرست محدثین اور غالی معقولیوں اور متکلمین کی صحبت اختیار مت کرو، بلکہ ایک ایسے صوفی عالم بن کر رہو جو دنیا سے کنارہ کش ہو اور ہمیشہ اللہ عزّ و جلّ کی طرف متوجہ ہو، بلند احوال میں ڈوبا ہوا ہو، سنّت میں رغبت رکھتا ہو، رسول اللہ ﷺ کی احادیث طیبہ اور صحابہ کرام کے آثار کا پیرو ہو، اور (ہوائے نفس سے بچنے) محققین فقہاء کے فرمودات سے ان احادیث و آثار کی شرح و بیان کو اخذ کرنے والا ہو۔

ایک اور جگہ جس کی طرف ابتداء میں اشارہ کیا جا چکا ہے، شاہ صاحب جاہل صوفیا اور معاندین[۳۷] تصوف کی سرزنش کرتے ہوئے مسلمانوں کو ان دونوں طبقوں سے دور رہنے کی تلقین کرتے ہیں اور اعتدال و توازن کی دعوت دیتے ہوئے فرماتے ہیں:

و نحن لا نزدري أحداً من العلماء فالكل طالبو الحق، و لا نعتقد العصمة في أحد غير النبي ﷺ، و الميزان في معرفة الخير و الشر الكتاب على تأويله الصريح، و معروف السنّة لا اجتهاد العلماء و لا أقوال الصوفية. و ليس منّا من لم يتدبّر كتاب الله و لم يتفهّم حديث نبيه ﷺ و ليس منّا من ترك ملازمة العلماء أعني الصوفية الذين لهُم حظٌّ من الكتاب و السُّنّة أو الراسخين في العلم الذين لهم حظ من الصوفية أما الجهال من الصوفياء و الجاحدون في التصوف فأولئك قطّاع الطريق و لصوص الدين

---

[۳۷] تصوف کے دشمن

فإياك و إياهم (١٩)

ہم کسی عالم کی تقلید نہیں کرتے [illegible] حق ہیں، البتہ ہم نبی
کریم ﷺ کے سوا کسی کو معصوم نہیں سمجھتے ہیں اور نہ شخص کی
کا معیار معرفت واضح تاویل کی روشنی میں [illegible] کتاب و سنت
مشہور [illegible] صوفیوں کے اقوال [illegible] میں
[illegible] کتاب اللہ میں غور و فکر نہیں [illegible] رسول کریم
ﷺ کی حدیث میں فہم و بصیرت حاصل نہیں کی وہ ہم میں سے
نہیں [illegible] ایسے جاہل صوفیوں کی صحبت و رفاقت [illegible]
جنہیں کتاب و سنت میں معرفت حاصل [illegible] ہم میں سے نہیں
ایسے [illegible] سے [illegible] جو تصوف [illegible] باقی
سب جاہل صوفی اور منکرین تصوف [illegible] ایمان کے
لٹیرے اور دین چور ہیں ان سے بچ کے رہو۔

شاہ صاحب نے اپنی کتابوں میں جا بجا [38] متصوفین [39] [illegible] کی
میں متشبہین تصوف [40] کی نشانی [illegible] اور ان کا [illegible] نہایت تفصیل میں
فرماتے ہیں:

جمعی از متشبہان تصوف [illegible]
[illegible]
[illegible] (٢٠)

متشبہ تصوف کا رنگ ڈھنگ اختیار کرنے [illegible] ایک [illegible] ہے جو
زنانہ لباس پہنتا ہے اور پاؤں [illegible] میں زیور پہنتا ہے [illegible] ایک
[illegible] ہے جو خوبصورت لڑکوں [41] کا نظارہ کرتا ہے، شراب [illegible]

---

[38] [illegible]

[39] بے دین صوفی

[40] تصوف کا رنگ ڈھنگ اختیار کرنے والے

[41] بے ریش خوبصورت لڑکوں

استعمال کرتا ہے اور بے شرمی میں مشغول رہتا ہے۔

اسی قبیل سے چند مزید گروہوں کا ذکر کیا ہے اور ان کے بارے میں شریعت کا حکم صریح بیان کیا ہے، لکھتے ہیں:

> اِنّی أقُوْلُ فِیْ نفسی انّ هؤلاء المتصوفة الضالّة فی زماننا هذا أشهد الله بالله علیهم انّهم فرقة باغیة فی الْإسْلَام لَیْسَتْ مِنْ أَصْلِ الْإِسْلَامِ (۲۱)
>
> میں اس زمانے کے ان گمراہ متصوفین پر خدا کو گواہ بنا کر اپنے آپ سے کہتا ہوں کہ یہ [illegible] اسلام میں پیدا ہونے والا [illegible] گروہ ہے جسے اصل اسلام سے کوئی تعلق نہیں ہے۔

شاہ صاحب چونکہ تصوف کو کتاب و سنت کے تابع بنانا اور اسے اس کے شفاف سرچشموں کی طرف واپس لانا چاہتے ہیں، لہذا وہ سب رسوم و خرافات کی مخالفت کرتے ہیں۔ [illegible] متصوف زادوں کو خصوصیت سے اپنی تنقید کا ہدف بناتے ہیں، کبھی ان کے [illegible] پر ان کی گرفت کرتے ہیں، کبھی ان کی بے عملی اور بے راہ روی پر ان کی سرزنش کرتے ہیں، کبھی بڑی دلسوزی کے ساتھ انہیں نصیحت کرتے ہیں تو کبھی انہیں [illegible] کی دعوت دیتے ہیں۔

چند اقتباسات ملاحظہ کریں:

> اقول لأولاده المشایخ المترسّمین برسم آبائهم من غیر استحقاق. یاایها الناس! مالکم تحزبتم أحزابا واتبع کل ذی رای رأیه، و ترکتم الطریقة التی انزلها الله علی لسان محمد ﷺ رحمة للناس و لطفا بهم و هدی لهم. فانتصب کل واحد منکم اماما و دعا

---

۴۲ گروہوں ۴۳ سستی وکاہلی ۴۴ عیاری ومکاری

الناس إليه و زعم نفسه هاديا مهديا و هو ضالٌ و مضل
نحن لا نرضى بهؤلاء الذين يبايعون الناس ليشتروا به
ثمنا قليلا (۲۲)

میں مشائخ کی ان اولاد سے کہتا ہوں جو بغیر کسی استحقاق کے بہ تکلف خود باپ دادا کے رنگ میں ظاہر کرتے ہیں، اے لوگو! تمہیں کیا ہو گیا ہے کہ مختلف گروہوں میں بٹے ہوئے ہو اور ہر ایک اپنی رائے کی پیروی کر رہا ہے۔ اور تم نے اس طریقے کو چھوڑ دیا ہے جسے اللہ تعالیٰ نے حضرت محمد ﷺ کے ذریعے نازل کیا ہے، اور جو لوگوں کے لئے رحمت و کرم اور ہدایت ہے۔ تم میں سے ہر کوئی مقتدا اور رہنما بن بیٹھا ہے اور لوگوں کو اپنی طرف بلا رہا ہے اور خود کو ہادی و مہدی مان رہا ہے، جب کہ حال یہ ہے کہ وہ گمراہ بھی ہے اور گمراہ گر بھی۔ ہم ان سے ہرگز راضی نہیں ہو سکتے جو لوگوں سے اس لئے بیعت لیتے ہیں کہ اس کے ذریعے تھوڑی سی قیمت وصول کریں۔

ایک جگہ فرماتے ہیں:

و أقول للمتقشفين من الوعاظ و العباد و الجالسين في الخانقاهات أيها المتنسكون ركبتم كل صعب و ذلول، و أخذتم بكل رطب و يابس و دعوتم الناس إلى الموضوعات و الأغلاط و عسرتم على الخلق و إنما بعثتم ميسرين و لا معسرين و تمسكتم بكلام المغلوبين من العشاق. و كلام العشاق يطوى و لا يروى. و استطبتم الوسواس و سميتموه الاحتياط...... (۲۳)

> اور میں فاسق واعظوں، عبادت گزاروں اور خانقاہوں کے مسند نشینوں سے کہتا ہوں: اے زاہدو! تم نے ہر آسان و دشوار اور خشک وتر کو اختیار کر لیا ہے، لوگوں کو موضوع روایات اور باطل خیالات کی طرف بلایا ہے اور مخلوق کو دشواریوں میں ڈالا ہے، جب کہ تم دشواریاں پیدا کرنے کے بجائے آسانیاں فراہم کرنے کے لئے بھیجے گئے ہو، تم نے محبان خدا میں سے مغلوب الحال لوگوں کے کلام کو پکڑ لیا ہے جب کہ عاشقوں کی بات کو چھپایا جاتا ہے، پھیلایا نہیں جاتا ہے، وسوسے تمہیں خوش آتے ہیں اور تم لوگ ان کا نام احتیاط رکھتے تھے۔

ایک اور جگہ فرماتے ہیں:

''ہمارے زمانے کے بعض صوفی یہ کہتے ہیں کہ چونکہ نماز میں کمال خشوع وخضوع نہیں ہوتا، اس لئے نماز سے کوئی فائدہ نہیں ہے، ان لوگوں کی باتیں محض از قسم ''ظن'' ہیں اور ان کا نماز کو بے فائدہ سمجھنا اس لئے ہے کہ یہ لوگ ''حلاوت ذکر''[۴۵] کی نسبت سے واقف نہیں ہیں''۔ (۴۴)

وصیت نامے میں فرماتے ہیں کہ:

> وصیت دیگر آنست کہ دست در دست مشائخ ایں زمانہ ہرگز نابید و بیعت بایشاں نباید کرد...... (۴۵)
>
> دوسری وصیت یہ ہے کہ اس زمانے کے مشائخ کے ہاتھوں میں ہاتھ نہیں دینا چاہئے اور ہرگز ان کی بیعت نہیں کرنی چاہئے۔

یہ کہنے کی چنداں ضرورت نہیں ہے کہ یہاں مشائخ سے مراد وہی ''جہال'' اور ''کرامت فروشاں'' وغیرہ ہیں، ورنہ خود شاہ صاحب نے اپنے معاصرین سے بیعت و

---

[۴۵] ذکر کی مٹھاس

ارادت حاصل کی اور ہزاروں کو اس سے سرفراز کیا۔

حضرت شاہ صاحب تصوف میں مجتہدانہ شان رکھتے تھے، لہٰذا ان کی [illegible] [illegible] ان کی [illegible] میں [illegible] [illegible] شعرانی رحمۃ اللہ علیہ [illegible] رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ سے [illegible] شعرانی رحمۃ اللہ علیہ [illegible] تنقید اور [illegible] شاہ صاحب سے [illegible] شعرانی کی کتابوں میں [illegible] [illegible] شاہ صاحب [illegible] [illegible] شعرانی [illegible] معرفت [illegible] [illegible] شخصیت سے [illegible] غلط فہمیاں بھی [illegible] حضرت شاہ صاحب [illegible] شخصیت پر آج بھی غلط فہمیوں کی دھند پڑی ہوئی ہے۔

یہ بات [illegible] شاہ صاحب جیسے صوفی [illegible] تصوف و [illegible] [illegible] سے پیش کیا جاتا ہے، اس طرح [illegible] متقدمین صوفیا اور متاخرین میں سے [illegible] متقشفین صوفیہ و تصوف مخالف ثابت کیا جاتا ہے۔ اس [illegible] میں سے کوئی بھی ایسا نہیں ہے جس نے "متقشفین تصوف"[50] اور "مدعیین بہ صوفیہ"[51]

---

[48] [illegible]

[49] اردو پڑھنے والے

[50] تصوف کا رنگ ڈھنگ اختیار کرنے والے

[51] بہ تکلف خود کو صوفیہ کے رنگ میں ظاہر کرنے والے

کے خلاف فقہی و فکری اور قولی و عملی جہاد نہ کیا ہو، مگر یہ شخص بھی خلاف کے رد سے زمین و ڈھونڈنے کی بات ہوگی، بلکہ اس طرح تو فقہاء حیل[52] و رخص[53] پر تنقید کی وجہ سے علماء شریعت کو فقہ مخالف، وضاعین اور راویان ضعیف پر محدثین کی جرح و تنقید کے نام پر انہیں حدیث مخالف، فلسفیانہ افکار رکھنے والے متکلمین کی زجر و توبیخ پر علماء عقیدہ و توحید و کلام مخالف اور اسرائیلیات و ذاتی رائے کو تفسیر میں شامل کرنے والوں کی مخالفت کرنے والوں کو تفسیر مخالف ثابت کیا جا سکتا ہے۔

ایمان و دیانت کی بات تو یہ ہے کہ شاہ صاحب کے حوالے سے تصوف کو رد کرنے سے زیادہ علمی رویہ یہ ہوگا کہ تصوف کے حوالے سے شاہ صاحب کو رد کر دیا جائے، اس لئے کہ شاہ صاحب نہ تو شریعت کا مدار علیہ ہیں اور نہ ان پر نجات اخروی موقوف ہے، لیکن اس کے لئے تطہیر کی ایک لمبی اور دل شکن ریاضت درکار ہوگی۔

مطلق تصوف کی مخالفت میں شاہ صاحب کی کوئی ایک نص نہیں پیش کی جا سکتی اور نہ مستند صوفیاء کے خلاف ان کا کوئی قول پیش کیا جا سکتا ہے، جنہیں تصوف کے نام پر اکثر مطعون کیا جاتا ہے، حضرت شاہ صاحب کے ادب و احتیاط کا عالم تو یہ ہے کہ وہ ان مغلوب الحال صوفیاء کے بارے میں بھی کچھ نہیں کہتے جن کے متبعین پر سخت تنقیدیں فرماتے ہیں۔ لہٰذا تصوف کو نشانہ بنانے کے لئے شاہ صاحب کے کاندھوں کا استعمال سخت ناروا، اور امانت علمی کے قطعاً خلاف ہے، شاہ صاحب کی تنقیدی حدیں صرف اور صرف تصوف کے بعض فرعی مسائل اور بعض متأخر جاہل و بے عمل متصوفین تک محدود تھیں، ان کے یہ تنقیدی بلکہ تجدیدی کارنامے ہمیشہ ارباب تصوف کے لئے مشعل راہ رہیں گے، انہوں نے تصوف کے اس چشمے کی تنقیح و صفائی کا جو کام لیا ہے وہ تاریخ تصوف میں ہمیشہ سنہری حرفوں سے لکھا جائے گا، اہل تصوف کو چاہئے کہ شاہ صاحب کے اس عمل کو جاری و ساری رکھیں، بلکہ آج تصوف کی تہذیب اور صفائی کی ضرورت عہد

---

[52] حیلہ کی جمع ہے [53] رخصت کی جمع ہے

ولی اللہی سے کہیں زیادہ ہے، تاکہ اسے موجودہ دور کی [illegible] ۵۴ کی یلغار اور نام نہاد صوفیہ کے شب خون ۵۵ سے محفوظ رکھا جاسکے اور اس کے ثمرات و برکات کو بندگان خدا کے درمیان زیادہ سے زیادہ عام کیا جاسکے۔

اگر شاہ صاحب کی ان عبارتوں بلکہ کتابوں سے صرف نظر کیا جائے جن میں انہوں نے صراحت کے ساتھ تصوف کی تائید و تقویت کی ہے اور ان کی زندگی کو بھی نظر انداز کر دیا جائے جو ابتدا تا انتہا ایک صوفی کی زندگی سے عبارت ہے، اور صرف تصوف اور صوفیہ پر ان کی تنقیدوں کو ہی پیش نظر رکھا جائے تو بھی ایک متوازن نظر والا تصوف کے بارے میں ان کے فکر و موقف سے آگاہ ہو سکتا ہے، اس لئے کہ ان کی تنقیدیں ہمہ جہتی ہیں، جیسے کرامت فروشی، بعض متاخر صوفیہ، متصوفانہ [illegible] زمانی، متقشفین تصوف، بعض مشائخ کی [illegible] پیدا کرنے والے [illegible] بعض صوفیہ، بعض بزرگوں، بعض صوفیہ متشددین [illegible] جہاں صوفیہ، بعض مشائخ متاخرین [illegible] واضح [illegible] حقیقی تصوف اور اس کے [illegible] ان تنقیدات سے [illegible] اس ضمن میں حضرت شاہ صاحب نے ایک بڑی ہی دلنشین اور روح پرور تمثیل پیش کی ہے، فرماتے ہیں:

> ان الزرع يزرع الحبوب الغاذيه النافعه ثم بسقيه الماء نبتت من غزارة الماء و سهولة الارض انواع من الكلا و العشب، لا بد أمر الزارع الا بقطعها و اتلافها (۲۲)
>
> جس طرح کھیت میں کوئی شخص غذائی دانوں کو بوتا ہے اور اسے پانی سے سینچتا ہے، تو پانی کی کثرت اور مٹی کی نرمی کے سبب اس میں

---

۵۴ جہاں مزار و دربار کی آڑ میں غیر شرعی کام کرنے

۵۵ رات کے وقت بے خبری میں اچانک حملہ

> طرح طرح کا گھاس پھوس اُگ آتا ہے، کسان کا مقصد انہیں کاٹے اور مٹائے بغیر پورا نہیں ہوسکتا۔

اور شاہ صاحب نے یہی کام کیا ہے جو کام اپنی فصل کی اہمیت و ضرورت سے واقف اور اس سے محبت کرنے والا ہر باشعور اور سمجھدار کسان کرتا ہے، محض زراعت سے ناواقف اور دور سے دیکھنے والا حامی زراعت ہو یا مخالف، کچھ بھی سمجھتا ہے۔

حضرت شاہ صاحب نہ صرف "تصوف" بلکہ نظری و عملی تصوف کی تقریباً تمام اصطلاحات کو مانتے اور برتتے ہیں۔ ان جیسے بلند مرتبت عالم سے یہ بات کسی طرح پوشیدہ نہیں رہ سکتی کہ اصطلاح کی حیثیت محض عنوان اور علامت دالہ[۵۲] کی ہوتی ہے اور یہ مقصود حقیقی نہیں ہوتی ہیں، بلکہ کسی مقصود و معہود مفہوم کے ابلاغ و ترسیل کا محض ایک ذریعہ ہوتی ہیں۔ اسی لئے اہل علم کے درمیان یہ قول بے حد مشہور و مقبول ہے کہ "لا مناقشۃ فی الاصطلاح" (اصطلاح میں کوئی نقاش و اختلاف نہیں ہوتا) البتہ اصطلاح کا مفہوم و مصداق قابل بحث و مناقشہ بھی ہوتا ہے اور رد و قبول کی بھی، لیکن اس کے مفہوم و مصداق کی تعریف و بیان کا حق صرف اس کو وضع کرنے والوں یا اسے استعمال کرنے والوں کو ہوتا ہے، کسی کو بھی یہ حق نہیں ہے کہ واضع کی منشا اور اہل اصطلاح کے استعمال کے خلاف اس پر کوئی مفہوم اپنی طرف سے تھوپ دے اور پھر اس کا رد و ابطال کرنے بیٹھ جائے۔ یہ بھی علم جدل و منطق کا ایک مسلّم قاعدہ ہے، بلکہ بسا اوقات ایسا ہوتا ہے کہ ایک ہی لفظ دو مختلف علموں میں بطور اصطلاح داخل ہوتا ہے، لیکن ان میں سے ایک کے مفہوم کو دوسری جگہ استعمال نہیں کیا جاسکتا، جیسے منطقی قیاس اور فقہی قیاس یا نحوی مرفوع اور حدیث مرفوع وغیرہ۔

رہا اصطلاح تصوف کا مفہوم تو وہ اہل تصوف کے نزدیک "ایسا علم ہے جس کے ذریعے تزکیۂ نفس، تصفیۂ اخلاق اور ظاہر و باطن کی تعمیر کے احوال کی معرفت ہے، تاکہ ابدی سعادت کا حصول ہو"۔ (۲۷)

---

[۵۲] رہنمائی و نشاندہی کرنے والی

حضرت جنید رحمۃ اللہ علیہ (م ۲۹۷ھ) فرماتے ہیں "تمام اچھے اخلاق کو اختیار کرنا اور برے اخلاق کو ترک کرنا تصوف ہے"۔ (۲۸)

ابوالحسن شاذلی رحمۃ اللہ علیہ (م ۶۵۶ھ) کا ارشاد ہے:

التصوف تدريب النفس على العبودية وردها لأحكام الربوبية (۲۹)

نفس کو عبادات کا خوگر بنانے اور اسے احکام الٰہی کی طرف پھیرنے کا نام تصوف ہے۔

بتائیے اس مفہوم میں کیا بات خلاف [illegible] ۵۷ [illegible] ہوتی ہے جیسے جہاد، تبلیغ، کتب دینیہ ۵۸ اور دینی عقیدہ وغیرہ، حکومت الٰہیہ یا نظام مصطفیٰ کا قیام ہو یا اقامت دین اسلام سب کا مقصد تقویٰ کی تخلیق، قرآن و سنت کی دعوت سب اسی غایتِ عظمیٰ کے حصول کے وسائل ہیں۔

جس طرح علم کلام یا عقیدہ مرتبہ ایمان تک اور علم فقہ مرتبہ اسلام تک پہنچانے والے علوم ہیں اسی طرح تصوف مرتبہ احسان تک پہنچانے کا علم ہے۔ یہ تینوں مراتب حدیث جبرئیل میں مذکور ہیں اور ان مراتب تک پہنچانے والے ان تینوں علوم کا مصدر ۶۰ کتاب و سنت ہے۔ آج تک کسی نے یہ نہیں کہا کہ عقیدہ یا فقہ اپنے اصطلاحی معنوں میں کتاب و سنت میں وارد نہیں ہوئے، یا ان اصطلاحات کے سبب ایمان اور اسلام کا تحقق نہ ہونا چاہئے۔ علاوہ ازیں قرون اولیٰ کے بعد ایجاد ہونے والی ہزاروں اصطلاحات جن میں سے اکثر "تصوف" سے متأخر ہیں ان کے خلاف کسی نے کوئی مہم جوئی نہیں کی، بلکہ مولوی انہیں انشراح صدر کے ساتھ استعمال کرتے ہیں اور جب ہماری

---

۵۷ [illegible] سے منقول ہے۔

۵۸ [illegible]

۵۹ دین کا مغز ۶۰ اصل

کوئی بھی تحریر و گفتگو بیسویں صدی کی اصطلاحات سے خالی نہیں رہتی تو اس قدیم اصطلاح پر اعتراض کا جواز کیونکر پیدا کیا جا سکتا ہے؟۔

تصوف کی یہ اصطلاح خیر القرون کے آخری مرحلے میں رواج پا گئی تھی اور پہلی صدی کے اواخر میں خوب شائع و ذائع تھی۔ اس کی دلیل حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۱۰ھ) کا یہ قول ہے کہ "رأيت صوفيا في الطواف فأعطيته شيئا فلم يأخذه وقال معي أربعة دوانيق يكفيني ما معي" (۳۰) (میں نے دوران طواف ایک صوفی کو دیکھا تو اسے کچھ دینا چاہا لیکن اس نے انکار کر دیا اور کہا کہ میرے پاس چار دوانق ہیں اور جب تک یہ میرے پاس ہیں میرے لئے کافی ہیں) اور حضرت سفیان ثوری کا یہ اعتراف کہ "لولا أبو هاشم الصوفي ما عرفت دقيق الرياء" (۳۱) (اگر صوفی ابو ہاشم نہ ہوتے تو میں ریا کی باریکیوں کو نہ سمجھ پاتا) بلکہ مولانا عبد الماجد دریا بادی نے امام طوسی رحمۃ اللہ علیہ (م ۳۷۸ھ) کے حوالے سے لکھا ہے کہ "اخبار مکہ" کے مطابق لفظ صوفی اسلام سے پہلے بھی عابد و زاہد کے لئے استعمال ہوتا تھا۔ (۳۲) یہ اسلام کے بالکل خلاف واقعہ ترجمانی ہے کہ کسی اصطلاح وضع کرنے پر اس نے کوئی پابندی لگائی ہے۔ یہ ان متقدمین علماء حدیث و تفسیر و فقہ و توحید پر تہمت بھی ہے جنہوں نے ہزاروں اصطلاحیں بنائیں۔ (اللہ ان سب کو جزائے خیر دے) اور اس ضمن میں "راعنا" جیسے غیر اصطلاحی لفظ کے استعمال پر قرآن کریم کی وقتی اور عارضی پابندی کو حجت بنانا بھی قیاس مع الفارق یا سفسطہ[1] ہے۔

ان سب کے باوجود یہ عرض کرنا ضروری معلوم ہوتا ہے کہ تصوف ایک خاص ذوقی، معنوی علم، اور قلبی و باطنی اعمال کا نام ہے۔ اس میں الفاظ و ظواہر کی کوئی خاص اہمیت نہیں ہے، آپ اسے تصوف نہ کہئے، روحانی اسلام کہئے، تزکیہ کہئے، احسان کہئے،

---

[1] قیاس کی وہ قسم جو وہمی و خیالی مقدمات سے ترتیب پاتی ہے، جس کی غرض مقابل مخالف کو صامت، ساکت اور ملزم قرار دے دینا ہوتا ہے۔

اسے محض باطنی رنگ یا اس کا نظریۂ اخلاق و تہذیب نفس کہے، کوئی اصطلاح استعمال کرے، بہ شرطیکہ وہ تصوف کی حقیقت و روح کے منافی نہ ہو۔ تصوف کو کسی اصطلاح پر اصرار نہیں ہے اور نہ ہی مناسب اصطلاح پر کوئی اعتراض ہے۔

حضرت شاہ صاحب نے اپنی تنقید تصوف میں کہیں بھی اس اصطلاح سے کوئی تعرض نہیں کیا ہے اور نہ انہیں اس سے کوئی اختلاف تھا، انہوں نے اپنی تحریروں میں ہزاروں بار اس اصطلاح کا استعمال کیا ہے۔ بلکہ کہیں کہیں اس کی جگہ لفظ "احسان" کا استعمال کیا ہے اور وہ بھی زیادہ تر عربی کتابوں میں۔ اس کا سبب صرف ان کا عربی ذوق ہے۔ اسے کوئی اور معنی دینا ٹھیک نہیں ہے۔ اس استعمال میں شاہ صاحب کی کوئی تخصیص یا انہیں اولیت حاصل نہیں ہے، بلکہ تصوف کی قدیم و جدید عربی کتابوں میں اس کا کثرت سے استعمال ہوا ہے۔

لہٰذا یہ کہنا کہ شاہ صاحب عملی یا ذہنی طور پر اس اصطلاح سے کوئی اختلاف رکھتے تھے یا انہوں نے تصوف سے زیادہ احسان کی اصطلاح استعمال کی ہے، اور یہ چیز ان کی صوفیانہ فکر کی تجدید اور اس سے بیزاری میں قصداً اور خواہ مخواہ صرف لفظ احسان کا استعمال کرتے تھے، تحقیقی ترجمانی نہیں، بلکہ یک طرفہ معنوی تحریف ہے۔

جہاں تک تصوف، احسان اور تزکیہ سے متعلق شاہ صاحب کی فکر کا سوال ہے تو اسے خواہ کسی رنگ و آہنگ میں پیش کیا جائے اور اس کے لیے خواہ کیسے ہی الفاظ و مصطلحات کا استعمال کیا جائے، وہ بالکل تصوف کی عمومی فکر سے باہر کی کوئی چیز نہیں ہے، ان کی فکر تصوف کے تمام عناصر صوفیہ کی کتابوں میں موجود، بلکہ انہی سے ماخوذ ہیں، البتہ شاہ صاحب کی فکر تصوف میں بعض ایسے نئے عناصر موجود ہیں جنہیں اگر متقدمین اور متأخرین ائمہ تصوف کی بارگاہ میں پیش کیا جائے تو شاید مشکل ہی سے انہیں قبول و استحسان حاصل ہو۔

شاہ صاحب نے اپنی تنقیدات میں اشارۃً وکنایۃً بھی تصوف کو غیر اسلامی نہیں قرار دیا ہے بلکہ وہ اسے روح اسلام سمجھتے تھے اور اس سلسلے میں ان کی تحریروں سے سینکڑوں نصوص واشارات پیش کئے جا سکتے ہیں، لہٰذا یورپ کے تصوف کو عجمی و دخیل ماننے والوں کے لئے ہرگز مناسب نہیں ہے کہ وہ شاہ صاحب کو اس کا ذریعہ بنائیں۔

''تصوف کی اصل غیر اسلامی ہے''، یہ تصوف پر ایک قدیم الزام ہے لیکن جتنا قدیم یہ الزام ہے اتنی ہی قدیم اس ''غیر اسلامی اصل'' کی تعیین میں الزام لگانے والوں کا باہمی اختلاف واضطراب بھی ہے، ایک گروہ اسے ویدوں کی تعلیم سے ماخوذ مانتا ہے جس کی قیادت ہارٹن (Horton)، بلوشیت (Blochet) اور ماسینیون (Massignon) وغیرہ کر رہے ہیں، تو دوسرا اسے بدھ مت سے مستعار سمجھتا ہے، اس کی سربراہی گولڈزیہر (Goldzeher) اور اولیری (O'Leary) وغیرہ کر رہے ہیں، تیسرا عیسائی رہبانیت کو تصوف کا منبع ومصدر قرار دیتا ہے، ابتداء میں نکلسن کی بھی یہی رائے تھی، لیکن بعد میں انہوں نے اس سے رجوع کر لیا اور Religion and Encyclopaedia of Ethic میں یہ اعتراف کیا ہے کہ تصوف کے بارے میں اب تک کے سارے قیاس غلط تھے اور اس کا منبع صرف کتاب وسنت ہے، چوتھا اسے ایرانی مانویت کا چربہ بتاتے ہیں اور بعض حضرات تو تمام علمی ومنطقی حدیں توڑتے ہوئے اس کی اصل ایک فکری وفلسفیانہ مکتب فکر کو قرار دیتے ہیں جو تصوف کے بعد کی پیداوار ہیں، حقیقت یہ ہے کہ یہ مختلف بولیاں ہی اس الزام کے بے حقیقت ہونے کی دلیل ہیں۔

آخر میں ایک اہم سوال ہے کہ جب حضرت شاہ صاحب کا ایک نظری وعملی صوفی ہونا آفتاب نیم روز کی طرح واضح وروشن ہے اور ان کی تنقید تصوف کی حدیں بھی متعین ہیں جو صرف بعض فروعی مسائل اور جاہل صوفیا تک محدود ہیں، تو آخر کیا وجہ ہے کہ گزشتہ

[illegible] شاہ صاحب وتصوف کے خلاف استعمال کیا جا رہا ہے؟ [illegible] قدر [illegible] شاہ صاحب کے حوالے سے تصوف کی مخالفت [illegible] نظر آتا ہے، [illegible] بھی نہیں ہے۔ شاہ صاحب تصوف کی چودہ سو سالہ تاریخ کے سب سے محتاط صوفی ہیں، بلکہ ان سے کہیں زیادہ محتاط اور خالص شریعت پر عمل کرنے والے بھی کسی کے طعن[42] و تنقید سے محفوظ نہیں ہیں، تو پھر شاہ صاحب میں ایسی کیا خصوصیت ہے، کہ یہ چند معارضین تصوف کی [illegible] کی کمزوری ہے کہ ان کے بغیر بات نہیں بنتی ہے، اور تصوف کی مخالفت [illegible] استعمال [illegible] کے بغیر ممکن نہیں ہوتی" [illegible] میں شاہ صاحب سے پہلے [illegible] مقامات کی [illegible] اہمیت نہیں تھی [illegible] کے لئے استعمال کیا جاتا" [illegible] ان کے بعد کی [illegible] شخصیت [illegible] کی اپنی کتابوں میں بھی [illegible][43] [illegible][44] اور [illegible] صورت [illegible] ہے [illegible] تقاضا ہے **"فهل من مجيب؟"**۔ (۳۳)

حواشی ومراجع

- [illegible] (متوفی [illegible] ۱۳۰۱ھ) [illegible] ۳۲۵ [illegible] ۲۲۹ [illegible] (متوفی [illegible] ۱۳۱۱ھ)، [illegible] ۱۹۹۵ء) [illegible]

---

۴۲ [illegible] ۴۳ [illegible] ۴۴ [illegible]

الخیر، مترجمہ شیخ محمد عاشق چشتی (مدینہ برقی پریس، بجنور ۱۳۵۲ھ)، ہمعات (حیدر آباد، غیر مورخ)، تفہیمات الٰہیہ (مجلس علمی، ڈابھیل ۱۳۵۵ھ)، القول الجلی فی ذکر آثار الولی وغیرہ۔

مزید دیکھیے پروفیسر محمد یٰسین مظہر صدیقی، امام شاہ ولی اللہ دہلوی، عرض مرتب، حیات و فکر، ادارہ علوم اسلامیہ، مسلم یونیورسٹی علی گڑھ ۲۰۰۱ء، ص ۶۹_۷۰

۲۔ رسائل شاہ ولی اللہ جلد اول، تحقیق و ترجمہ سید محمد فاروق قادری، تصوف فاؤنڈیشن، لاہور ۱۹۹۹ء، ص ۲۲۵_۲۲۶

۳۔ تفہیمات، مطبوعہ ڈابھیل، ج ۲ ص ۱۵۰

۴۔ نفس مرجع، ج ۲ ص ۱۵۱

۵۔ تصوف کی تمام کتابیں کتاب و سنت سے تمسک (اتباع) اور شریعت کی اتباع و تعظیم کی اہمیت و ضرورت کے مضمون سے بھری ہوئی ہیں۔ تصوف پر اس جہت سے طعن و تشنیع بڑی نامناسب بات ہے۔ حضرت جنید رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: علمنا هذا مشتبك بالكتاب والسنة (ہمارا یہ علم تصوف کتاب و سنت سے بندھا ہوا ہے)۔ دیکھیے ابو نصر سراج طوسی، کتاب اللمع، دار الکتب الحدیثیہ، مصر ۱۹۶۰ء، ص ۱۴۴۔ حضرت سری سقطی رحمۃ اللہ علیہ اپنے رفقاء سے [illegible] کی بڑی [illegible]۔ آپ نے اپنے ساتھیوں سے یہ بھی کہا: "هذا الذي ليس بمأمون على ادب من اداب رسول الله ﷺ فكيف يكون مأمونا على ما بعده من مقامات الاولياء" (یہ شخص جب رسول اللہ ﷺ کے آداب میں سے کسی ادب کی پاسداری نہیں کرتا تو اولیاء کے ان مقامات کی پاسداری کیسے کرے گا جن کا یہ مدعی ہے)۔ کتاب اللمع، مرجع سابق، ص ۱۴۴۔ ابو حفص نیشاپوری رحمۃ اللہ علیہ (م ۲۶۵ھ) فرماتے ہیں: "من لم يزن افعاله و احواله فی كل وقت بالكتاب و السنة و لم يتهم خواطره فلا تعده فی ديوان الرجال" (جو ہمہ وقت اپنے اعمال و احوال کو کتاب و سنت پر نہیں تولتا اور اپنے ذاتی خیال و رائے کو نہیں پرکھتا اس کا شمار صوفیاء میں نہیں ہوتا) ان

شواہد کے لئے دفاتر کی ضرورت ہوگی، اور یہ ایسی حقیقت ہے اس عہد زوال میں کوئی کچھ بھی کہے لیکن اس کا اعتراف خود شیخ ابن تیمیہ اور شیخ ابن قیم نے کیا ہے، اول الذکر اپنی کتاب ''الفرقان بین أولیاء الرحمان و أولیاء الشیطان'' میں فضیل بن عیاض، ابراہیم بن ادہم، معروف کرخی اور جنید بغدادی رحمہم اللہ کے بارے میں لکھتے ہیں کہ: ''یہ کتاب وسنت کے مشائخ ہیں، رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین'' اور ابن قیم صوفیاء کا اجماع نقل کرتے ہیں کہ: ''تصوف کتاب وسنت سے الگ چیز نہیں ہے''۔ دیکھیے: محمد منظور نعمانی (مرتب) تصوف کیا ہے؟، مقالہ: محمد اویس نگرامی ''تصوف اور شیخین'' کتب خانہ الفرقان، لکھنو، ۱۹۸۱ء، ص ۹۱۔

٦۔ تفہیمات، مطبوعہ ڈھابیل، ج ۲ ص ۴۵

٧۔ امام اہل تصوف شعرانی رحمۃ اللہ علیہ فراتے ہیں: إن ابلیس نفسہ و ہو ملہم الخبائث لا یجرنو تلک القولۃ الملعونۃ التی ارتکب أربابہا أمرا إذا تکاد السماوات یتفطرن منہ و تخر الجبال ہذا" (برائیوں کا ملہم ہونے کے باوجود خود ابلیس بھی اس ملعون قول کی جرأت نہیں کرے گا جس کا ارتکاب اتحاد وحلول کا عقیدہ رکھنے والوں نے کیا ہے، قریب ہے کہ اس سے آسمان پھٹ پڑیں اور پہاڑ ڈھہ کر گر جائیں)۔ دیکھیے: طہ عبدالباقی، التصوف الاسلامی والامام الشعرانی، مکتبۃ النہضۃ، قاہرہ، ۱۹۵۵ء، طبع دوم، ص ۹۲

عارف باللہ ''علی خواص'' فرماتے ہیں: "ہؤلاء الزنادقۃ و ہم أنجس الطوائف لأنہم لا یرون حساباً و لا عقاباً، و لا جنۃً و لا ناراً، و لا حراماً و لا حلالاً، و لا آخرۃً......" (اتحاد وحلول کا عقیدہ رکھنے والے زنادقہ ہیں، اور یہ سب سے ناپاک گروہ ہے، کیونکہ ان کی نگاہوں میں حساب وعذاب، جنت ودوزخ، حلال حرام اور آخرت...... سب بے حقیقت ہیں)، دیکھیے: نفس مرجع، نفس صفحہ۔ شیخ علی ہجویری نے کشف المحجوب میں ایک مستقل فصل قائم کی ہے، جس کا نام ہے "حلولیۃ لعنہم اللہ" اس میں حلول واتحاد کا عقیدہ رکھنے والوں کی زبردست مذمت ونکیر کی ہے، دیکھیے: اردو ترجمہ فضل الدین گوہر، ناز پبلشنگ ہاؤس، دہلی، غیر مؤرخ،

ص٣٦٠۔ اور خود شیخ اکبر نے حلول واتحاد کا رد کیا ہے، اپنی کتاب ''عقیدۂ وسطیٰ'' میں فرماتے ہیں کہ: "لا حلول و لا اتحاد...... و ما قال بالإتحاد إلا أهل الإلحاد كما إن القائل بالحلول من أهل الجهل و الفضول" (کہاں کا حلول اور کیسا اتحاد...... اتحاد کی بات کرنے والا ملحد اور حلول کا قول اختیار کرنے والا صاحب جہل و فضول ہے)۔ دیکھئے: التصوّف الاسلامی، مرجع سابق، ص٩١

٨۔ تفہیمات، مطبوعہ ڈھابیل، ج١ ص٢٠٦

٩۔ التفہیمات الالہیہ، مخطوطہ حبیب گنج کلکشن، مولانا آزاد لائبریری، علی گڑھ مسلم یونیورسٹی، ص٢٩۴

١٠۔ الطاف القدس، ترجمہ: سید محمد فاروق قادری، تصوّف فاؤنڈیشن، لاہور ١٩٩٨ء، لطائف خمسہ کی تہذیب کا بیان، ص۴٩

١١۔ الطاف القدس، مرجع سابق، ص٥٩

١٢۔ القول الجمیل فی بیان سواء السبیل، شاہ ولی اللہ اکادمی، لاہور، ص٦۴

١٣۔ نفس مرجع، ص٥١، ٥٢

١۴۔ ہمعات، اردو ترجمہ، سندھ ساگر اکیڈمی، لاہور ١٩٩٩ء، ص٦٠

١٥۔ نفس مرجع، ص٦٧

١٦۔ نفس مرجع، ص٨٥

١٧۔ تفہیمات (مخطوطہ)، ص٦٦١

١٨۔ القول الجمیل، مرجع سابق، ص١٠٧۔ شاہ صاحب کی یہ عبارت بے حد جامع اور ان کے فکر و مسلک کی پوری نمائندگی کرنے والی ہے، اس کی روشنی میں ان کے مطلوب مسلمان کی مکمل تصویر ابھر کر سامنے آجاتی ہے، جو محققین فقہاء کے پیروکار ایک صوفی کے سوا کوئی اور نہیں ہے۔

١٩۔ تفہیمات، مخطوطہ آزاد لائبریری، وعبید اللہ سندھی، شاہ ولی اللہ اور ان کا فلسفہ، سندھ ساگر اکیڈمی، لاہور ١٩۴۴ء، ص٢١٠۔ اس عبارت کا آخری فقرہ "أما الجهال من الصوفية و الجاحدون للتصوّف" تمام مطبوعہ نسخوں میں محرّف ہے اور ان سب

میں شاہ صاحب کے مقصود کا سراسر خلاف "المجاھدون للتصوّف" ہے، البتہ عبید اللہ سندھی صاحب کی مذکورہ بالا کتاب میں عبارت کا جو ترجمہ دیا ہے وہ اصل کے مطابق اس طرح ہے "اور باقی رہے جاہل صوفیہ اور جاہل علماء جو تصوف کا انکار کرتے ہیں تو یہ دونوں چور اور رہزن ہیں"۔ مقالہ کی ترتیب کے دوران سندھی صاحب کا ایک مضمون مطبوعہ رسالہ فرقان (بار دوم، بریلی، ۱۳۶۰ھ) دستیاب ہوا جس میں عربی متن بھی شامل ہے اور اس میں "الجاحدون للتصوّف" ہی مذکور ہے۔

۲۰۔ تفہیمات، ڈھابیل، ج۱ص۱۱۳۔۱۱۵

۲۱۔ نفس مرجع، ج۱ص۲۰۵

۲۲۔ تفہیمات، (ڈھابیل)، ج۱ص۲۱۴

۲۳۔ نفس مرجع، ج۱ص۲۱۵

۲۴۔ ہمعات، مرجع سابق، ص۹۹۔۱۰۰

۲۵۔ تفہیمات، اکادیمیۃ الشاہ ولی اللہ، حیدر آباد (سندھ)، ص۲۸۹

۲۶۔ تفہیمات (ڈھابیل)، ج۱ص۲۰۵

۲۷۔ دیکھئے: قاضی زکریا انصاری (متوفی ۹۲۹ھ)، شرح الرسالۃ القشیریۃ، مصطفیٰ البابی حلبی، مصر، ص۷

۲۸۔ دیکھئے: مصطفیٰ مدنی، النصرۃ النبویۃ، مطبعۃ عامریۃ، مصر، ۱۳۱۶ھ، ص۲۲

۲۹۔ دیکھئے: حامد صقر، نور التحقیق، مطبعۃ دار التالیف، مصر ۱۳۶۹ھ، ص۹۳

۳۰۔ دیکھئے: ابو نصر سراج طوسی، کتاب اللمع، مرجع سابق، ص۴۲

۳۱۔ دیکھئے: عبد الرحمان جامی، نفحات الانس، تحقیق: مہدی توحیدی، چاپخانہ زہراء، ایران ۱۳۳۶ھ، (۱۳۷۶ھ)، ص۳۱

۳۲۔ عبد الماجد دریا آبادی، تصوف اسلام، مطبعہ معارف اعظم گڑھ طبع سوم، ص۳۱۔ و کتاب اللمع، مرجع سابق، ص۴۲۔۴۳

۳۳۔ عربی جملہ کا مقصد دعوتِ جواب نہیں صرف دعوتِ فکر ہے اور یہ محض ایک سخن گسترانہ (اضافہ کرنے والا) فقرہ ہے۔

جمعیّت اِشاعتِ اہلِسُنّت کی سرگرمیاں

مدارس حفظ و ناظرہ

جمعیّت کے تحت رات کو حفظ و ناظرہ کے مختلف مدارس لگائے جاتے ہیں جہاں قرآن پاک حفظ و ناظرہ کی مفت تعلیم دی جاتی ہے۔

درس نظامی

جمعیّت اشاعتِ اہلسنّت پاکستان کے تحت صبح اور رات کے اوقات میں ماہر اساتذہ کی زیرِ نگرانی درسِ نظامی کی کلاسیں لگائی جاتی ہیں۔

دارالافتاء

جمعیّت اشاعتِ اہلسنّت پاکستان کے تحت مسلمانوں کے روزمرّہ کے مسائل میں دینی رہنمائی کے لئے عرصہ چھ سال سے دارالافتاء بھی قائم ہے۔

مفت سلسلہ اشاعت

جمعیّت کے تحت ایک مفت اشاعت کا سلسلہ بھی شروع ہے جس کے تحت ہر ماہ مقتدر علماء اہلسنّت کی کتابیں مفت شائع کر کے تقسیم کی جاتی ہے۔ خواہش مند حضرات نور مسجد سے رابطہ کریں۔

ہفتہ واری اجتماع

جمعیّت اشاعتِ اہلسنّت کے زیرِ اہتمام نور مسجد کاغذی بازار میں ہر پیر کو 9:30 تا 10:30 ایک اجتماع منعقد ہوتا ہے۔ جس میں ہر ماہ کی پہلی اور تیسری پیر کو درسِ قرآن ہوتا ہے۔ جس میں حضرت علامہ مولانا عرفان ضیائی صاحب درسِ قرآن دیتے ہیں اور اس کے علاوہ باقی دو پیر مختلف علماء کرام مختلف موضوعات پر خطاب فرماتے ہیں۔

کتب و کیسٹ لائبریری

جمعیّت کے تحت ایک لائبریری بھی قائم ہے۔ جس میں مختلف علماء اہلسنّت کی کتابیں مطالعہ کے لئے اور کیسٹیں سماعت کے لئے مفت فراہم کی جاتی ہیں۔ خواہش مند حضرات رابطہ فرمائیں۔